© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

حدود آرڈیننس کی تنسیخ کا مطالبہ

جنرل پرویز مشرف صاحب کے بر سر اقتدار آتے ہی بعض سیکولر عناصر سرگرم ہو گئے اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ بس اب پاکستان سے اسلامائزیشن کے خاتمہ اور اور سیکولرزم کے فروغ کا دور شروع ہو گیا ہے، ان کے اس خیال کو تقویت جنرل صاحب کی کتوں کے پلوں سے ہاتھ "متبرک" کرنے والی تصویر اور ان کے اتاترک کو آئیڈیل قرار دینے والے بیان سے ملی، لیکن انہیں یہ باتیں معلوم نہیں تھیں جو جنرل صاحب نے حال ہی میں اپنے بارے میں منکشف کی ہیں یعنی یہ کہ وہ سید زادے ہیں، ان کا تعلق کسی نہ کسی صورت کسی مولوی خاندان سے بھی ہے اور یہ کہ وہ مسلمان ہیں اور روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں.............وغیرہ وغیرہ

ان کی شخصیت کے حوالہ سے دھوکہ کھانے والوں میں نیشنل کمیشن آن دی اسٹیٹس آف ویمن کی سربراہ ریٹائرڈ جسٹس ماجدہ رضوی بھی ہیں۔ چنانچہ جسٹس صاحبہ جنرل صاحب کے برسر اقتدار آتے ہی سرگرم ہو گئیں اور انہوں نے اسلام دشمن و سیکولر عناصر کو سرگرم کرنے کے لئے حدود آرڈیننس کا محاذ کھول دیا اور پوری دنیا میں دہائی دینا شروع کر دی کہ ہائے ظالم حدود آرڈیننس نے عورتوں کے دوپٹے چھین لئے، چادریں اتروا دیں اور اب انہیں مکمل برہنہ کرنے پر تلا ہوا ہے اگر اس کو ختم نہ کیا گیا تو عورت پاکستان میں ننگی ہو جائے گی اور اس کی عزت و ناموس لٹ جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے اس پروپیگنڈہ کے لئے ملک کے طول و عرض میں نیم برہنہ مظاہرے منظم کرنے اور اسلام دشمن این جی اوز کے سرپرستوں کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے سر برہنہ ہو ہو کر اپنے "سر دھڑ کی بازی" اور ایڑی سے چوٹی تک کا زور [illegible]ا ہے۔ انہیں حدود آرڈیننس کے خاتمہ کے سلسلہ میں ان این جی اوز سے کتنا تعاون ملا یہ تو معلوم نہیں ہو سکا ہاں البتہ وہ اسلام دشمن سرمایہ داروں کا رخ اپنی جانب موڑنے میں خاصی کامیاب دکھائی دیتی ہیں کہ ان کا کوئی مظاہرہ اور کوئی کانفرنس و سیمینار سیون سٹار ہوٹلز کی طرح سیون فگرز سے کم مالیت کا نہیں ہوتا۔

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میڈیا سے انہیں ملنے والی پذیرائی ان کے خاتون ہونے پھر خواتین خاص کی لیڈر ہونے اور مقصدِ خاص کے لئے کام کرنے کے ناطے کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ ہمارے میڈیا والے تو ویسے بھی خوبرو اور خوش پوش لوگوں کے پیچھے لٹو ہوئے رہتے ہیں، اگرچہ اس خوبروئی و خوش پوشی میں کتنی ہی جھریاں اور شکنیں کیوں نہ ہو۔

چند دنوں سے یہ شور عام ہے کہ نیشنل کمیشن فار دی اسٹیٹس آف ویمن کی سب کمیٹی نے حدود آرڈیننس کو بالاجماع منسوخ کرنے کا فیصلہ دے دیا ہے۔ یہ اس صدی کا دوسرا بڑا "بشی Bu-shi جھوٹ" ہے۔ آپ کہیں گے کہ پھر پہلا بڑا بشی جھوٹ کیا ہے تو وہ وہ ہے جو صدر بش نے خود عراق پر حملہ آور ہونے کے لئے وہاں کیمیائی ہتھیاروں کی موجودگی کے حوالہ سے بولا تھا۔ دونوں جھوٹ اس صدی کے بڑے جھوٹ ہیں مگر فرق صرف یہ ہے کہ پہلا ایک میل (Male) نے بولا ہے تو دوسرا اس کی فیمیل (Female) نے۔ اور جس طرح پہلے بشی جھوٹ کو عام کرنے اور پھر اسے سچ ثابت کرنے کے لئے شاہ سے زیادہ شاہ کے وفاداروں نے زور لگایا تھا اسی طرح اس دوسرے بشی جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے شاہی خزانے کا زور لگایا جارہا ہے۔ بڑے بڑے سفید پوش اور سفید پوشنیاں ٹی وی اور میڈیا سے یہ باور کرانے کی فکر میں ہیں کہ NCSW کی فاضل کمیٹی نے جب اجماعی طور پر اس آرڈیننس کو واپس لینے کا فتویٰ دے ہی دیا ہے تو اب اسے واپس ہو ہی جانا چاہیے۔ ہم اس فتویٰ کا پوسٹ مارٹم کرنا چاہتے ہیں تو لیجئے پہلے اس اسپیشل کمیٹی میں شامل مفتیانِ کرام کے اسماءِ گرامی اور تعداد ملاحظہ فرمائیے۔

NCSW (نیشنل کمیشن آن دی اسٹیٹس آف ویمن) کی اسپیشل حدود آرڈی نینس ریوژن کمیٹی کا قیام اپریل ۲۰۰۲ میں این سی ایس ڈبلیو کی ایک میٹنگ میں طے پایا جس کے ارکان حسب ذیل تھے :۔

۱۔ جسٹس (ریٹائرڈ) ماجدہ رضوی	۲۔ ریٹائرڈ جسٹس ناصر اسلم زاہد
۳۔ ڈاکٹر ایس ایم زمان	۴۔ جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی
۵۔ پروفیسر رفیع اللہ شہاب	۶۔ ریٹائرڈ جسٹس شائق عثمانی
۷۔ علامہ عقیل ترابی	۸۔ ڈاکٹر فقیر حسین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۹۔ڈاکٹر محمد فاروق خان ۱۰۔چوہدری نسیم شاکر

۱۱۔سید افضال حیدر ۱۲۔ڈاکٹر نور احمد شاہتا:

۱۳۔مس راحیلہ درانی ۱۴۔ناہیدہ محبوب الٰہی

۱۵۔شہلا ضیا ۱۶۔ڈاکٹر فریدہ احمد

۱۷۔مس شرمینی ہدایت اللہ ۱۸۔حنا جیلانی

اس کمیٹی کی کل چھ میٹنگز ہوئیں جن میں سے تین میں شرکت کا راقم کو بھی موقع ملا۔ راقم نے ان تین میٹنگز کی کاروائی کے دوران محسوس کیا کہ کمیٹی کی تشکیل میں جانبداری برتتے ہوئے اس میں مذہبی اسکالرز کی تعداد کم سے کم اور این جی اوز کی نمائندگی زیادہ سے زیادہ ہے اگرچہ ان ممبرز میں سے بعض کو ججز اور لائرز کی حیثیت سے ممبر بنایا گیا ہے لیکن ایسے ہی ججز اور لائرز کو ممبر بنایا گیا جو نظریات کے اعتبار سے بائیں بازو کے ترجمان رہے ہیں۔ کہنے کو تو یہ کمیٹی

لائرز، ججز اور اسلامی اسکالرز پر مشتمل تھی مگر حقیقتاً اس میں مذہبی اسکالرز کو نظر انداز کیا گیا۔ اور لائرز بھی چن کر وہ لی گئیں رلئے گئے جو ہمیشہ اسلامائزیشن کے مخالف اور سیکولرزم واباحت پسندی کے علمبردار رہے ہیں۔ کمیٹی کی بعض ممبرز قاہرہ اور بیجنگ میں ہونے والی ان کنونشن کے اس اعلامیہ کے اجراء میں شریک رہی ہیں جس میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ اٹھارہ سال تک کے لڑکے اور لڑکیاں اگر باہمی رضامندی سے زنا کرلیں تو انہیں کوئی سزا نہیں دی جانی چاہئے کیونکہ اس عمر میں انہیں اتنا شعور نہیں ہوتا کہ وہ اس کے نقصانات سمجھ سکیں، نیز یہ کہ ہوم سیکس کی اجازت ہونی چاہئے یعنی گھر کی چاردیواری میں بند ہو کر اگر کوئی زنا کرلے تو اس پر کوئی سزا نافذ نہ کی جائے۔ مزید یہ کہ بغیر نکاح وشادی کئے اگر کوئی جوڑا ازدواجی زندگی بسر کرنا چاہے تو اسے اس کی اجازت ہونی چاہئے۔

کمیٹی کے ایک رکن آنجہانی پروفیسر رفیع اللہ شہاب صاحب کو بنایا گیا جنہیں ایک اسکالر کے طور پر شامل کیا گیا جبکہ وہ کسی صورت بھی مذہبی اسکالر نہیں تھا نہ اس کا یہ میدان تھا حد تو یہ کہ اسے کسی بھی فقہی مکتبِ فکر School of Thought کی ابجد تک کا علم نہیں تھا۔ ایسا شخص محض اس لئے ممبر بنایا گیا کہ وہ خواتین کی تحریکِ آزادی کا حامی اور کسی قدر اباحت پسندی کا قائل اور اسلامائزیشن کا مخالف رہا ہے۔ پھر اس کے انتقال اور جسٹس تقی عثمانی صاحب کے جسٹس نہ رہنے پر شہلا ضیا اور حنا جیلانی ممبر بنائی گئیں جبکہ دونوں خواتین اپنے مخصوص خلافِ اسلام نظریات و

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان ابن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کارناموں کے حوالہ سے شہرت یافتہ ہیں۔ کمیٹی میں لے دے کے ایک قابلِ ذکر مذہبی اسکالر جناب ایس ایم زمان صاحب تھے اور دوسری ڈاکٹر فریدہ صاحبہ تھیں، اور دونوں کو مذہبی طبقہ کی نمائندگی کے لئے نہیں بلکہ خواتین کمیشن کے ممبرز ہونے کی وجہ اس اس کمیٹی میں بھی شامل کیا گیا تھا۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کمیٹی کی کسی بھی میٹنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ اور انہوں نے اس فضول بحث و تمحیص کا حصہ بنا پسند نہیں کیا جس کی انہیں کمیٹی کی معروف ممبر خواتین سے توقع تھی۔ کمیٹی کے لائرز اراکین میں سے ایک جسٹس شائق عثمانی صاحب تھے جن کے گھر کی بار Bar کی سخاوت کے کئی سفید پوش معترف ہیں۔ اور جنہیں جسٹس شپ سے ہٹایا ہی اس لئے گیا تھا کہ انہوں نے قرآنِ کریم پر براہ راست اعتراض کرتے ہوئے وراثت کے معاملہ میں مرد کو دہرا اور عورت کو اکہرا حصہ دینے پر غیر منصفانہ احکام کا حامل قرار دیا تھا۔ اور یہ بات عدلیہ کے ریکارڈ پر ہے۔

جسٹس ناصر اسلم زاہد صاحب کی تعریف یہ ہے کہ وہ ۱۹۹۷ میں خواتین کمیشن انکوائری کے چئیر مین بنائے گئے اور انہوں نے حدود آرڈیننس کو واپس لینے کی رپورٹ دیکر اسی وقت خود کو حدود کا مخالف ثابت کر دیا تھا ایسے شخص کو کمیٹی کا ممبر بنانا کیونکر قرینِ انصاف ہو سکتا ہے جس کا نکتہ نظر پہلے ہی سے ظاہر ہو کر سامنے آچکا ہو۔

راقم نے مشاہدہ کیا کہ کمیٹی کے یہ ارکان حدود آرڈیننس پر گفتگو کرتے ہوئے بعض حدود اللہ کو نشانۂ طعن بناتے اور اللہ کے اس پاکیزہ نظامِ جرم و سزا پر یوں معترض ہوتے جیسے اللہ نے آیاتِ حدود نازل کر کے اس دور کی ماڈرن خواتین پر (معاذ اللہ) ظلم کیا ہو۔ اور اگر ان کا بس چلے تو وہ ان آیات کو قرآنِ کریم سے فوراً خارج کر ڈالیں۔ رہا معاملہ حدود کے ان امور کا جو سنتِ رسول ﷺ سے ثابت ہیں تو اس کے لئے انہوں نے دو ایک منکرینِ سنت کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں جو انہیں اپنی جدید تحقیق کی روشنی میں یہ باور کراتے رہتے ہیں کہ حدیث نام کی کوئی چیز قابلِ اعتبار ہے نہ لائق حجت۔

کمیٹی کے اجلاس میں کمیٹی کی چئیر پرسن اور انکی حواری خواتین کی رائے کے خلاف اور اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے اگر کوئی گفتگو کرنا چاہتا تو اولاً تو اسے سنا ہی نہ جاتا اور اگر وہ بآوازِ بلند بولنا شروع کر دیتا تو اسے خاموش کرانے کے لئے کہا جاتا کہ ہاں بس آپ کی رائے معلوم ہو گئی اب کسی دوسرے کو موقع دیجئے یہ کہ کر اپنی کسی حواری کو بولنے کا موقع دیا جاتا اور اس کے لئے وقت کی کوئی

کیا آپ کو معلوم ہے کہ : ☆ قانونِ شریعت کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قید نہ ہوتی۔ تیسری میٹنگ میں ایک ممبر کے بعض انتہائی غیر مہذب اور شانِ رسالت میں نہایت گستاخانہ کلمات پر راقم نے احتجاج کیا اور پھر یہ فیصلہ کیا کہ اس کمیٹی کی آئندہ کسی میٹنگ میں شرکت نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ بتقاضائے حکمِ ربانی وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات الله یکفربها ویستهزا بها فلا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره انك اذا مثلهم.......... ﴿النساء ۱۴۰﴾ (یعنی اللہ تعالیٰ نے کتاب میں تم پر یہ حکم نازل کیا ہے کہ جب تم یہ دیکھو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان مذاق اڑانے والے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو حتی کہ وہ کسی دوسری بات میں مصروف ہو جائیں ورنہ تم بھی انہی کی طرح شمار ہو گے۔)

نیز یہ کہ: واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره واما ینسینك الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ﴿الانعام ۶۸﴾ (یعنی جب تم انہیں دیکھو کہ ہماری آیات کے بارے میں بے ہودہ گفتگو کرنے لگے ہیں تو ان سے اپنا رخ پھیر لو یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر کہیں شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ایسی ظالم قوم کے پاس مت بیٹھو۔)

بہر کیف ایک حساس مسئلہ پر غور و خوض کے لئے ایک متنازع اور غیر سنجیدہ و غیر قانونی کمیٹی کے اراکین نے اپنی نشستوں میں جو گفتگو کی اور جس طرح اسلامی شعائر کی تضحیک کی اور اسلام کے نظامِ عدل کا مذاق اڑایا وہ اس کی رپورٹ سے ظاہر ہے۔ چئیر پرسن مس ماجدہ رضوی کو جلدی تھی کہ کسی طرح وہ حدود آرڈی ننس کو واپس کرانے میں کامیاب ہو جائیں چنانچہ انہوں نے خود ہی کمیٹی کے ارکان کے نکتہ نظر پر مشتمل ایک مسودہ تیار کیا اور یہ اعلان کر دیا کہ کمیٹی نے اکثریت رائے سے حدود آرڈی ننس کو واپس لینے / منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

لطف کی بات یہ کہ کمیٹی کی جس میٹنگ میں حدود آرڈیننس کو منسوخ کرنے کی توثیق کی بات کہی جا رہی ہے اس میں کمیٹی کے اصل ارکان میں سے صرف پانچ ارکان شریک تھے۔ جن کی رائے کو اجماعی فیصلہ قرار دیا جا رہا ہے۔

کمیٹی کے فیصلہ کے اس پوسٹ مارٹم کے بعد ہم اس موقع پر اس تجویز کو پھر دہراتے ہیں

☆ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو کمیٹی کے اجلاس میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چئیر مین جناب الیس ایم زمان صاحب نے پیش کی اور جس پر اتفاق رائے تھا کہ حدود آرڈیننس پر ملک کے ان مقتدر اداروں سے رائے لی جانی ضروری ہے اور ان اداروں میں اسے زیرِ بحث لایا جانا چاہئے جو اس قسم کے معاملات پر غور کرنے اور کسی فیصلہ کے اصدار کے مجاز ہیں۔ نیز یہ کہ اس موضوع پر ایک سے زاید بین الاقوامی سیمینارز اور کانفرنسز کی ضرورت ہے جن میں عالم اسلام کے ممتاز اہلِ علم کو شرکت کی دعوت دی جائے اور حدود آرڈیننس میں کسی ترمیم یا اضافہ کے سلسلہ میں ان سے رہنمائی لی جائے۔

ہم یہ بات ایک بار پھر دہرا رہے ہیں کہ حدود آرڈی ننس کو کسی صورت منسوخ نہیں کیا جانا چاہئے ہاں اس کی ڈرافٹنگ میں جو سقم ہیں انہیں دور کرنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل، ادارہ تحقیقات اسلامی، وزات قانون اور وفاقی شرعی عدالت سے مدد لی جاسکتی ہے۔

ٹی وی پر حدود آرڈیننس کے حوالہ سے جو پروگرام نشر کئے جارہے ہیں یہ سب اسی سازش کا حصہ ہیں جو ملک سے اسلامی قوانین کے خاتمہ اور مزید اسلامائزیشن کے عمل کو روکنے کے سلسلہ میں این جی اوز اور ان کے اسپانسرز نے تیار کی ہے۔

یکے بعد دیگرے دو عظیم فقہی شخصیات کی رحلت

فقہِ اسلامی کی سرپرست اور پاکستان میں فقہِ حنفی کے کامل نفاذ کی تحریک کی بانی شخصیات میں سے دو عظیم فقہی شخصیات کا یکے بعد دیگرے انتقال ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ چند ہی ماہ پیشتر مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور ماہِ رواں میں امام اہلسنت شاہ احمد نورانی صدیقی کی رحلت نے فقہی حلقوں میں جو خلا پیدا کیا ہے وہ عرصہ تک پر نہ ہوسکے گا۔ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور مولانا شاہ احمد نورانی مجلّہ فقہ اسلامی کے اجراء پر بے حد خوش تھے ان سے جب بھی ملاقات ہوئی انہوں نے مجلّہ کی بہت تعریف کی اور اس معیار کا مجلّہ شائع کرنے پر ہمیشہ داد دی۔ مجلّہ کے بارے میں ان کے تحریری تاثرات آئندہ کسی اشاعت میں شائع کئے جائیں گے۔

ہم یہ بات کبھی نہ بھول سکیں گے کہ مجلّہ فقہ اسلامی کی تعارفی تقریب میں قائدملتِ اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی خاص طور پر اسلام آباد سے شرکت کے لئے تشریف لائے وہ ان دنوں

© rasailojaraid.com